۵

دستک

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

سننا
- مختلف سمعی ذرائع سے کہانی، واقعہ، تقریر، اعلان، خطبہ، گفت گو، خبر، ڈراما، ہدایت اور فیچر سن کر الفاظ کے اصطلاحی، مجازی، کنایاتی معانی تک رسائی حاصل کر سکیں۔
- ذرائع ابلاغ سے خبروں، ڈراموں اور فیچروں میں اٹھائے گئے اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی نکات وغیرہ سن کر اہم نکات مع تبصرہ و تشریح بیان کر سکیں۔

بولنا
- کسی ادبی علمی یا صحافتی موضوع پر اپنے مطالعے، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں سامعین کے سامنے درست تلفظ اور لب و لہجے کے ساتھ زبانی تقریر کر سکیں۔

پڑھنا
- مختلف نثری اصنافِ ادب (کہانی، داستان، افسانہ، ڈراما اور ناول) پڑھ کر ان کے طرزِ تحریر سے آگاہ ہو سکیں۔
- مختلف عبارات کی غرض و غایت اور ساخت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کا مناسب اور محتاط موازنہ کر سکیں۔
- کسی ڈرامے کو پڑھتے ہوئے اِس میں موجود مکالمے کو کردار کے مطابق تاثر کے ساتھ ادا کر سکیں۔

لکھنا
- پڑھے ہوئے ڈرامے کو محاورات / ضرب الامثال کا استعمال کرتے ہوئے کہانی میں تبدیل کر سکیں۔

قواعد / زبان شناسی
- مرکب ناقص اور مرکب تام (جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ) کی شناخت کر سکیں اور جملہ اسمیہ کے اجزا (خبر اور مبتدا) میں امتیاز کر سکیں اور تحریر میں استعمال کر سکیں۔

خاص الفاظ				
	اِصرار	ایڑیاں رَگڑنا	گھِگھی باندھنا	جُنبِش
	دَستک	سر کھُجانے کی فُرصت	تاثُر	واہِمَہ

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو اردو ڈراما نگاری کی روایت، فنی عناصر اور اس کی اقسام سے آگاہ کریں۔
- ڈرامے کے مختلف مکالموں کو طلبہ سے کرداروں کی مناسبت سے تاثر کے ساتھ پڑھوائیں تاکہ طلبہ خود بھی یہ سرگرمی کر سکیں۔

میرزا ادیب (۱۹۱۴ء۔۱۹۹۹ء)

میرزا ادیب لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام دلاور علی تھا۔ ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ میں پائی اور اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا۔ معروف رسالے "ادبِ لطیف" کے مدیر رہے۔ ریڈیو پاکستان سے بھی منسلک رہے۔ تمام زندگی علمی و ادبی سرگرمیوں میں بسر کی۔

میرزا ادیب یک بابی اور ریڈیائی ڈراما نگاری میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اُن کے ڈراموں کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں: آنسو اور ستارے، لہو اور قالین، شیشے کی دیوار، فصیلِ شب، پسِ پردہ اور خاک نشین شامل ہیں۔ وہ اپنے ڈراموں میں عام انسانی زندگی کے تضادات اور تصادم کو پیش کرتے ہیں۔ اِن کی زبان شگفتہ

اور رواں ہے اور مکالمہ نگاری میں اِنھیں خاص مہارت حاصل ہے۔ آپ کی آپ بیتی مٹی کا دیا کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ آپ کے خاکوں کی بھی ایک کتاب "ناخن کا قرض" کے نام سے ہے۔

پڑھنے سے پہلے پوچھیں

- ڈراما کس قسم کی کہانی کو کہتے ہیں؟
- ڈراما کتنی قسم کا ہو سکتا ہے؟
- ریڈیائی ڈراما کیا ہوتا ہے؟

پڑھیں

کردار: ڈاکٹر زیدی۔ بیگم زیدی۔ ڈاکٹر برہان

منظر

(ڈاکٹر زیدی کا کمرہ:

ڈاکٹر صاحب پلنگ پر گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ عمر پچپن کے لگ بھگ، فرنچ کٹ داڑھی، چہرے پر نقاہت نمایاں۔ اس وقت انھوں نے کمبل لپیٹ رکھا ہے۔ پلنگ کے پاس چھوٹی میز پر مختلف شیشیاں۔

رات، طوفان، تیز و تند ہوا کا مستقل شور ہوتا رہتا ہے۔ بیگم زیدی آرام کرسی پر بیٹھی کسی رسالے کا مطالعہ کر رہی ہیں۔ عمر پچاس کے قریب، سردی کی وجہ سے شال اوڑھ رکھی ہے۔

ڈاکٹر زیدی کچھ سوچتے ہوئے سے معلوم ہوتے ہیں۔ یکایک اُن کی نظر سامنے دروازے پر جا پڑتی ہے جس پر نیلے رنگ کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ بیگم اُنھیں دیکھتی ہیں اور پھر رسالے کی ورق گردانی کرنے لگتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کچھ کہتے ہیں مگر بہت آہستہ۔ صرف ان کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ پھر کمبل اپنے جسم سے ہٹانے لگتے ہیں۔ بیگم کی نظر پڑتی ہے۔)

بیگم: کیا ہے زیدی؟

زیدی: دستک سنی؟

بیگم: دستک!!!

زیدی: سنی نہیں تم نے؟

(ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ رک جاتے ہیں)

بیگم: ہو تو سنوں بھی! کہاں ہے دستک؟

زیدی: کہاں ہے دستک؟ یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ دیکھو تو جا کر۔ کوئی آیا ہے دروازے پر کوئی کھٹکھٹا رہا ہے دروازہ!

بیگم: کوئی نہیں!

زیدی: صاف آواز آ رہی ہے۔ نہیں جانا چاہتیں تو میں خود۔۔۔

(ڈاکٹر صاحب کمبل ہٹانے لگتے ہیں۔)

(بیگم رسالہ کرسی پر رکھ کر اٹھتی ہیں اور ان کی طرف آتی ہیں۔)

بیگم: کیا کر رہے ہیں آپ!

زیدی: دیکھتا ہوں دروازے پر کون ہے؟ تم تو جاتی ہی نہیں!!

بیگم: مہربانی کر کے بیٹھے رہیے، دروازے پر کوئی بھی نہیں۔

زیدی: تو یہ دستک؟

(بیگم اُن کے گرد کمبل لپیٹنے لگتی ہے)

بیگم: تیز ہوا کا شور ہے۔

زیدی: تیز ہوا دروازے پر دستک دیا کرتی ہے! تم جا کے دیکھو تو ذرا۔

بیگم: میں کہتی ہوں کوئی نہیں ہے۔ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں!

زیدی: ذرا سنو تو۔ صاف، بالکل صاف۔۔۔ دستک نہیں تو اور کیا ہے؟

بیگم: آپ کا وہم ہے!

زیدی: دیکھو اب زیادہ زور سے ہونے لگی ہے۔ یہ وہم ہے کیا؟

(پھر اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیگم اُن کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں)

بیگم: خدا کے لیے لیٹے رہیے۔ آپ تو خود ڈاکٹر ہیں۔ ڈاکٹر ہو کر ایسی حرکتیں کر رہے ہیں، اپنی حالت کا ذرا خیال کریں۔

زیدی: تم ایک مرتبہ جا کر دیکھ نہیں آتیں۔

بیگم: میں جانتی ہوں دروازے پر کوئی نہیں۔ خیر دیکھ آتی ہوں۔

(یوں سر کو جُنبش دیتی ہیں جیسے اس کام کو بے کار سمجھ رہی ہیں۔ دروازے کی طرف جاتی ہیں۔ زیدی اُنھیں ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے ہیں۔ بیگم پردے کے پیچھے چلی جاتی ہیں دو تین لمحوں کے بعد پردے سے باہر آتی ہیں۔)

زیدی: کون ہے؟

بیگم: کون ہوگا؟

(بیگم واپس آتی ہیں)

زیدی: تم نے دروازہ کھولا تھا؟

بیگم: (ذرا غصے سے) تو کیا دروازہ کھولے بغیر ہی کہہ رہی ہوں۔ نہ جانے بیٹھے بیٹھے کیا ہو جاتا ہے آپ کو؟؟ کوئی آئے گا تو کیا کال بیل نہیں دیکھے گا دروازے پر ہی دستک دے گا؟؟

(ڈاکٹر اور بیگم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر کی نظروں میں بے اعتباری سی ہے اور بیگم کی نظروں میں شکایت)

زیدی: مگر یہ دستک!

بیگم: (الفاظ کاٹتے ہوئے) آپ آرام نہیں کریں گے۔۔۔ ڈاکٹر ہو کر۔۔۔

زیدی: (بیوی کے الفاظ کاٹ کر) بار بار مجھے کیوں بتا رہی ہو کہ میں ڈاکٹر ہوں؟؟

بیگم: وہ اس لیے کہ آپ کو عام لوگوں سے بالکل مختلف ہونا چاہیے اگر ڈاکٹر بھی کسی واہمے کا شکار ہو جائے تو پھر اس کے علم کا کیا فائدہ؟

زیدی: شاید تم سچ ہی کہتی ہو۔

بیگم: (آواز میں نرمی) آپ خود ہی بتایئے ایک ڈاکٹر حقیقت پسند نہیں ہوگا تو اور کون ہوگا؟

زیدی: دروازے پر دستک کی آواز سننا حقیقت کے خلاف ہے؟

بیگم: جب دستک ہی نہ ہو اور اصرار کریں کہ آواز سنی ہے اُس وقت آواز سننا کس طرح حقیقت ہوئی؟

(ڈاکٹر سر جھکا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں۔ بیگم اُنھیں دیکھتی رہتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی نظریں بے اختیار سامنے پردے پر پڑتی ہیں۔ تیز و تند ہوا کا شور بڑھ گیا ہے۔ شاید بارش شروع ہو گئی ہے۔

آپ لیٹ جائیں نا!!!

(ڈاکٹر صاحب اپنے خیال میں غرق ہیں۔۔۔)

میں نے کیا کہا؟

زیدی: کیا کہا؟

بیگم: لیٹ جایئے!

زیدی: تم نے دروازہ کھول کر دیکھا تھا نا؟

بیگم: حد ہو گئی ہے۔ آپ لیٹ کیوں نہیں جاتے۔ آدھی رات ہو چکی ہے ابھی تک جاگ رہے ہیں۔ ڈاکٹر برہان نے کہا نہیں تھا، آپ کو مکمل آرام کی ضرورت ہے!

زیدی: یہ بات میں خود نہیں جانتا؟

بیگم: کیوں نہیں جانتے، جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں۔ ڈاکٹر برہان نے کہا تھا میں خود آکر دوا پلاؤں گا۔ یاد نہیں رہا اُسے، اب تو صبح ہی آئے گا۔

زیدی: اچھا لڑکا ہے۔

بیگم: میں نے اِتنا ذمہ دار اور فرض شناس نوجوان آج تک نہیں دیکھا۔ سوائے کام کے اُسے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ ہر وقت کام، دن ہو یا رات! کام کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں! یہ ہے فرض شناسی!

زیدی: ڈاکٹر کو فرض شناس ہی ہونا چاہیے!

(یہ لفظ کہتے ہوئے ڈاکٹر صاحب پھر سامنے پردے کو دیکھنے لگتے ہیں)

بیگم: آپ پھر، تو یہ ہے، ڈاکٹر برہان آئیں گے تو کہوں گی ان سے!

زیدی: کیا کہو گی؟

بیگم: یہ بھی تو ایک بیماری ہے۔ دروازے پر کوئی ہے نہیں اور آپ ہیں کہ دستک کی آواز سُن رہے ہیں۔ ایک بار نہیں کئی بار ایسا ہوا ہے۔

(دروازے کی گھنٹی بجتی ہے)

زیدی: اب تو آیا ہے کوئی!

بیگم: شاید ڈاکٹر برہان ہیں!!

(بیگم دروازے کی طرف جاتی ہیں اور پردے کے پیچھے غائب ہو جاتی ہیں۔ چند لمحوں کے بعد جب باہر نکلتی ہیں تو ان کے ساتھ ڈاکٹر برہان بھی آتے ہیں۔ ڈاکٹر برہان عمر کے لحاظ سے بالکل نوجوان ہیں۔ ہاتھ میں ڈاکٹروں والا بیگ، برساتی پہن رکھی ہے۔)

برہان: (دور ہی سے) السلام علیکم، ڈاکٹر صاحب!!

زیدی: وعلیکم السلام۔ بڑی تکلیف کی بیٹا! اس وقت آنے کی کیا ضرورت تھی؟ صبح دیکھا جاتا!!

برہان: کوئی بات نہیں۔

بیگم: ہاں بیٹا! اس وقت بھلا کیا ضرورت تھی آنے کی؟

برہان: آج شام سے پہلے دو کیس ایسے آگئے کہ فرصت ہی نہ ملی، بڑا مصروف رہا۔

(برہان آگے بڑھتے ہیں۔ بیگ چھوٹی میز پر رکھ دیتے ہیں، کیسے ٹمپریچر؟

بیگم: تھوڑی دیر پہلے لیا تھا، (۱۰۰) ہے۔

برہان: سینے میں تو درد نہیں؟

زیدی: نہیں۔

برہان: شکر ہے اور کوئی بات؟

بیگم: گھبراہٹ سی ہے۔

برہان: کوئی بات نہیں۔ میرا خیال ہے انجکشن میں ناغہ کر دیا جائے۔

زیدی: یہ ٹھیک ہے۔

(بیگم جلدی سے بائیں دروازے میں سے دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہیں۔ برہان ایک بوتل اٹھاتے ہیں)

برہان: سیرپ ختم ہو گیا ہے۔ کل آؤں گا تو لے آؤں گا۔

زیدی: تو آپ چلے؟

برہان: جی ہاں۔

بیگم: (دوسرے کمرے سے) ڈاکٹر صاحب!

برہان: جی!

بیگم: ذرا ٹھہریے۔

برہان: مجھے جلدی ہے ذرا۔

بیگم: ایک دو منٹ چائے لا رہی ہوں۔

برہان: اوہ! آپ نے کیوں تکلیف کی؟

(بیگم آتی ہیں)

بیگم: آپ تو اتنی سردی میں آئے ہیں۔ برساتی اتار دیجیے

(برہان برساتی اتار کر کرسی کے بازو پر پھیلا دیتے ہیں۔ بیگم چلی جاتی ہیں۔)

زیدی: بیٹھ جائیے۔

(برہان کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں)

برہان: اور تو کوئی تکلیف نہیں؟

(بیگم ٹرے میں چائے کی تین پیالیاں لے کر آتی ہیں)

بیگم: میں بتاتی ہوں ڈاکٹر صاحب۔

(ٹرے برہان کی طرف بڑھاتی ہیں۔ وہ ایک پیالی اٹھا لیتے ہیں۔ بیگم دوسری پیالی شوہر کو اور تیسری پیالی اپنے داہنے ہاتھ میں لے کر خالی ٹرے جھک کر میز کے ساتھ لگا دیتی ہیں۔

برہان: (گھونٹ لے کر) آپ کیا بتا رہی تھیں؟

بیگم: ڈاکٹر صاحب! یہ بات بتاتے ہوئے مجھے کچھ عجیب سا احساس ہوتا ہے۔ شاید آپ اِس پر یقین نہیں کریں گے مگر۔۔۔

(شوہر کی طرف دیکھتی ہیں جو نگاہیں جھکائے چائے پینے میں مصروف ہیں)

برہان: فرمایئے تو!!

بیگم: انھیں ایک وہم ہو گیا ہے۔

برہان: وہم!

بیگم: (مسکرا کر) آپ کہیں گے ڈاکٹر اور وہم۔ یہ کیا بات ہوئی!

برہان: جی میں نہیں کہوں گا۔ میں جانتا ہوں انسانی فطرت بڑی پُر اسرار ہوتی ہے اور ڈاکٹر بھی تو آخر انسان ہی ہوتا ہے۔

(بیگم ایک بار پھر شوہر کو دیکھتی ہیں وہ بہ دستور چائے پینے میں مصروف ہیں)

بیگم: چائے پیجیے نا!!!!

برہان: بہتر۔

(برہان پیالی ہونٹوں سے لگا لیتے ہیں۔ بیگم بھی چائے پیتی ہیں)

بیگم: پتا نہیں کیا بات ہے۔ بیٹھے بیٹھے خیال کرنے لگتے ہیں کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے۔ حالاں کہ دروازے پر کوئی بھی نہیں ہوتا۔

برہان: ہو سکتا ہے کسی نے دروازے پر ہی دستک دی ہو اور آپ نے نہ سنی ہو۔

بیگم: دستک ہوئی ہی نہیں، میں کیسے مان لوں۔

برہان: یعنی دستک نہیں ہوتی اور ڈاکٹر صاحب محسوس کرتے ہیں کہ دستک ہو رہی ہے؟

بیگم: جی ہاں۔

(برہان چائے کے دو گھونٹ پی کر زیدی کی طرف دیکھتے ہیں۔ زیدی نے پیالی خالی کر دی ہے۔ بیگم ہاتھ بڑھا کر پیالی لے لیتی ہیں اور میز پر رکھ دیتی ہیں۔ زیدی نے اپنا سر دیوار سے لگا دیا ہے اور آنکھیں بند کیے لیٹے ہیں۔)

برہان: نیند آ رہی ہے ڈاکٹر صاحب؟

زیدی: (آنکھیں کھولے بغیر) جی نہیں۔

بیگم: آج اِنھیں بار بار یہ خیال آیا ہے۔ میں نے کہا بھی کہ باہر تیز ہوا چل رہی ہے۔ اِس کی وجہ سے یہ شور ہو رہا ہے مگر مانتے ہی نہیں۔ دو مرتبہ دروازے پر بھجوایا ہے۔

زیدی: اور وہاں کوئی نہیں تھا؟

بیگم: کوئی بھی نہیں۔

زیدی: اچھا!

بیگم: آپ ان سے پوچھیے۔

(زیدی آنکھیں کھول دیتے ہیں)

زیدی: برہان بیٹا!

برہان: کہیے!

زیدی: یہ آج سے اٹھارہ بیس برس پہلے کا واقعہ ہے۔ اُس زمانے میں میری پریکٹس خوب چلتی تھی۔ سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی، ڈسپنسری اور گھر پر مریضوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ایک رات میں دیر سے گھر پہنچا اور پہنچتے ہی بستر پر گر پڑا، بری طرح تھک چکا تھا۔

(برہان پیالی میز پر رکھ دیتے ہیں، بیگم پیالی ہاتھ میں لیے شوہر کو بڑے غور سے دیکھ رہی ہیں۔)

کچھ دیر بعد میرے نوکر نے آ کر بتایا کہ ایک بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں، میں نے انکار کر دیا اور نوکر سے کہا کہ بڑے میاں کو واپس بھیج دو مگر اُس کے روکنے کے باوجود وہ بوڑھا میرے کمرے میں آ گیا اور منت سماجت کرنے لگا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے۔ پہلے بھی آپ کی دوا سے شفا ہوئی تھی۔ چل کر دیکھ لیں مگر میری آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔

(زیدی دو تین لمحوں کے لیے خاموش رہتے ہیں، پھر کہنے لگتے ہیں۔)

گرم بستر چھوڑنا بڑا مشکل نظر آ رہا تھا۔ میں نے سختی سے انکار کر دیا۔ وہ بولتا رہا اور جب نوکر نے اُسے زبردستی باہر نکال دیا تو دروازے پر دستک دینے لگا نہ جانے کب تک دستک دیتا رہا میں سو گیا۔

(زیدی پھر خاموش ہو جاتے ہیں۔ بیگم کی نگاہیں اپنے شوہر پر جمی ہیں اور برہان میز سے دوائی کی ایک شیشی اٹھا کر اُسے دیکھ رہے ہیں۔)

صبح اُٹھا تو طبیعت پر بڑا بوجھ تھا۔ افسوس کر رہا تھا کہ میں نے بوڑھے کو کیوں مایوس کیا۔

برہان: اُس وقت آپ کا ضمیر بیدار ہو گیا تھا۔

زیدی: بس یہی بات تھی میں نے اُس بوڑھے کو ڈھونڈنے کی کوشش بھی کی مگر کہیں پتا نہ چلا۔ نہ جانے وہ کون تھا اور کہاں سے آیا تھا؟

برہان: وہ بوڑھا تو چلا گیا مگر اب کبھی کبھی آپ کا ضمیر دروازے پر دستک دیتا رہتا ہے۔

(برہان بوتل میز پر رکھ دیتا ہے)

یہ دوا آج ختم ہو جانی چاہیے تھی۔

(زیدی خاموش رہتے ہیں، برہان برساتی اٹھا کر پہن لیتے ہیں اور بیگ اٹھا کر زیدی کی طرف دیکھتے ہیں۔)

ڈاکٹر صاحب!

زیدی: کہو بیٹا!

برہان: اِس واقعے میں ایک بات کا اضافہ کر لیجیے۔ میں اُنھی بڑے میاں کا پوتا ہوں، جس کا بیٹا اُس رات ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہا تھا۔

زیدی: تم!!!

بیگم: برہان بیٹا؟

برہان: اچھا خدا حافظ! ڈاکٹر صاحب اطمینان کے ساتھ سو جایئے! اب دروازے پر دستک نہیں ہونی چاہیے۔ آرام کیجیے ۔ شب بہ خیر۔ کل حاضر ہوں گا۔

(برہان دروازے کی طرف بڑھتا ہے اور جلدی سے پردے کے پیچھے غائب ہو جاتا ہے)

زیدی اور بیگم اسے خاموشی سے دیکھتے رہتے ہیں۔ (برہان کے پردے کے پیچھے جاتے ہی پردہ گر جاتا ہے)

(پس پردہ)

مشق

سننا

۱۔ مختلف سمعی ذرائع سے میرزا ادیب کا ڈراما "دستک" یا "لہو اور قالین" سنیں اور ان میں استعمال ہونے والے الفاظ کے مجازی، اصطلاحی اور کنایاتی معانی تک رسائی حاصل کریں۔ جہاں وقت پیش آئے، اپنے استاد محترم/استانی صاحبہ کی رہ نمائی حاصل کریں۔

۲۔ اپنے والدین کی موجودگی میں ہفتے یا اتوار کے دن مختلف ٹی وی چینلز پر خبریں، ڈرامے اور فیچر وغیرہ ملاحظہ کریں۔ رات آٹھ بجے سے دس بجے تک کے دورانیے میں الیکٹرانک ذرائع ابلاغ پہ پیش کی جانے والی خبریں، ڈرامے اور فیچروں وغیرہ میں اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی نکات کے حامل پروگراموں کو سننے کے بعد ایک خاکہ ترتیب دیں:

ٹی وی چینل کا نام:

پروگرام کا نام:

وقت اور تاریخ:

پروگرام کا موضوع: اخلاقی/معاشی/معاشرتی/ثقافتی یا

پروگرام کی نوعیت: خبریں/ڈراما/فیچر

پروگرام کا دورانیہ: نصف گھنٹا/۴۵ منٹ/ایک گھنٹا

موضوعات کے اعتبار سے ہر پروگرام کے متعلق مختصر جملے لکھ کر تبصرہ اور تشریح کریں۔ اس تبصرے کو اپنی جماعت کے دیگر ساتھیوں کے سامنے پیش کرنے سے قبل حتمی تبصرے کی تیاری کے سلسلے میں والد صاحب یا والدہ صاحبہ کی رہ نمائی بھی لی جا سکتی ہے۔

بولنا

۳۔ درج ذیل علمی، ادبی اور صحافتی موضوعات میں سے کسی ایک موضوع پر اپنے مطالعے، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں صبح سکول کی اسمبلی میں درست تلفظ اور لب و لہجے کے ساتھ زبانی تقریر کریں:

i. موسمیاتی تبدیلیاں

ii. علامہ اقبال کی شاعری اور نوجوان نسل

iii. آئین پاکستان اور حقوق انسانی

پڑھنا

۴۔ درج ذیل عبارات میں سے ایک ڈرامے (دہلیز) اور دوسری عبارت ناول (آنگن) سے ماخوذ ہے۔ اپنے استادِ محترم/استانی صاحبہ سے دونوں ادب پاروں سے متعلق مزید معلومات حاصل کریں اور عبارات کی غرض و غایت اور ساخت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کا مناسب اور محتاط موازنہ کریں۔

(۱)

سعیدہ: آخر آپ بتاتے کیوں نہیں۔ کیا بات ہوئی تھی وہاں؟

فقیر حسین: کہنا نا کچھ نہیں۔ بڑوں کی باتوں میں بچے دخل نہیں دیا کرتے۔

اختر: (وقفہ) یہ عابد آپ کی طرف ایسے گھور کر کیوں دیکھ رہا تھا۔؟؟؟

فقیر حسین: (نظریں چراتے ہوئے) کب۔۔۔ میں نے تو نہیں دیکھا۔

اختر: ضرور اُن لوگوں نے آپ سے کوئی زیادتی کی ہے!!!

فقیر حسین: (غصہ دباتے ہوئے) یہ ایک دم تمھارے دل میں میری محبت کیسے جاگ پڑی ہے۔۔۔ تم جاؤ اپنی موج کرو۔ آوارہ گردوں میں اُٹھو بیٹھو، میرے عمر بھر کے کمائے ہوئے نام پر مٹی ڈالو۔

(اختر جھنجھلا کر کمرے سے نکل جاتا ہے۔ فقیر حسین کمبل کھینچ کر اوپر لیتا ہے۔ سعیدہ چند لمحے کچھ سوچتی رہتی ہے پھر کمرے سے نکل جاتی ہے۔)

(۲)

پاکستان بن گیا۔ لیگی راہ نما کراچی دارالحکومت جا چکے تھے۔ مشرقی پنجاب میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ بڑے چچا اِس صدمے سے جیسے نڈھال ہو گئے تھے۔ بیٹھک میں بیماروں کی طرح وہ ہر ایک سے پوچھتے رہتے یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیا ہو گیا ہے""؟

جب وہ یہ سب کچھ عالیہ سے پوچھتے تو وہ ان کا سر سہلانے لگتی۔ بڑے چچا آپ آرام کیجیے، آپ تھک گئے ہیں بڑے چچا۔" اور بڑے چچا اِس طرح آنکھیں بند کر لیتے جیسے خون کی ندی ان کی آنکھوں کے سامنے بہ رہی ہو۔

کریمن بُو فساد کی خبریں سن سن کر ٹھنڈی آہیں بھرا کرتیں۔ اپنے شہر میں فساد تو نہ ہوا تھا مگر سب کی جانوں پر بنی رہتی، پتا نہیں، کب کیا ہو جائے؟
کہاں ہو گا میرا شکیل''، بمبئی میں فساد کی خبر سن کر بڑی چچی بلکنے لگیں۔
تمھارا پاکستان بن گیا جمیل، تمھارے ابا کا ملک بھی آزاد ہو گیا، پر میرے شکیل کو اب کون لائے گا؟''
سب ٹھیک ہو جائے گا اماں، وہ خیریت سے ہو گا۔ یہ فساد و ساد تو چار دن میں ختم ہو جائیں گے ''، جمیل بھیاؔن کو سمجھاتے مگر اُن کا چہرہ فق رہتا۔
شام سب لوگ خاموش بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ ماموں کا خط آ گیا۔ اُنھوں نے اَماں کو لکھا تھا کہ اُنھوں نے اپنی خدمات پاکستان کے لیے وقف کر دی ہیں اور وہ جلد ہی جا رہے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کو چلنا ہو تو فوراً جواب دیجیے اور تیار رہیے۔''

۵ ڈراما ''دستک'' کی بلند خوانی کے لیے کلاس کے دو طلبہ رضاکارانہ سامنے آئیں۔ ایک ڈاکٹر زیدی جب کہ دوسرا بیگم زیدی کے کردار کا روپ دھار کر دونوں کرداروں کے مکالموں کو کردار کے مطابق تاثر کے ساتھ ادا کریں۔

لکھنا

۶۔ ڈراما ''دستک'' آپ نے پڑھا۔ اس ڈرامے کو مختلف ضرب الامثال اور محاورات کا استعمال کرتے ہوئے کہانی کی صورت میں تبدیل کریں۔

قواعد/زبان شناسی

مرکب ناقص اور مرکب تام اور جملے کے اجزائے ترکیبی

دو یا دو سے زائد الفاظ کا مجموعہ جو پڑھنے والے تک اپنا مفہوم مکمل طور پر ادا نہ کرے اسے مرکب ناقص کہتے ہیں۔ مثلاً: دو لڑکے، آسان اردو۔
دو یا دو سے زائد الفاظ کا مجموعہ جو پڑھنے والے پر اپنا مفہوم مکمل طور پر ادا کر دے مرکب تام کہلاتا ہے۔ مثلاً: دو لڑکے پڑھ رہے تھے۔ آسان اردو لکھا کریں وغیرہ۔ اردو زبان میں بنیادی طور پر ہر جملہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے تاکہ سننے یا پڑھنے والے تک مفہوم درست اور مکمل طور پر ادا ہو جائے۔ جملے کے ان دونوں حصوں کو مجموعی طور پر اسناد کہا جاتا ہے۔ جس کے متعلق کچھ کہا جاتا ہے اُسے مسند الیہ اور جو کچھ کہا جاتا ہے اسے مسند کہتے ہیں۔ مرکب تام کی دو قسمیں شاملِ نصاب ہیں: جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ
جملہ اسمیہ میں مسند الیہ اور مسند دونوں اسم ہوں گے۔ مسند الیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہتے ہیں۔
مثال کے طور پر: اردو آسان زبان ہے۔ اس جملے میں اردو (مسند الیہ) مبتدا، جب کہ آسان زبان (مسند) خبر ہو گی اور (ہے) فعل ناقص ہے۔
اسی طرح جملہ فعلیہ میں مسند الیہ تو اسم ہو گا جب مسند، فعل کی صورت میں آئے گا۔ جملہ فعلیہ میں مسند الیہ کو فاعل جب کہ مسند کو فعل کہیں گے۔
مثال کے طور پر: طالب علم نے پڑھا۔ اس جملے میں طالب علم؛ فاعل اور پڑھا، فعل ہے۔

۷۔ درج ذیل جملوں میں جملہ اسمیہ کے اجزائے ترکیبی (مبتدا، خبر اور فعل ناقص) اور جملہ فعلیہ کے اجزائے ترکیبی (فاعل، فعل اور مفعول) کی نشان دہی کریں تاکہ دونوں جملوں کے اجزائے ترکیبی میں امتیاز واضح ہو سکے۔

i پاکستان نے میچ جیتا۔
ii آمنہ ذہین لڑکی ہے۔
iii سلیمان نے بال کٹوائے۔
iv سعودی عرب ایک اسلامی ملک ہے۔
v آم پھلوں کا بادشاہ ہے۔
vi عبدالستار ایدھی عظیم سماجی کارکن تھے۔

ڈراما یونانی زبان کے لفظ ڈرا (drao) سے مشتق ہے، جس کے معانی ہیں ؛ عمل کر کے دکھانا۔ ڈرامے کی ابتدا بھی یونان سے ہوئی۔ برصغیر میں بھی قدیم زمانوں سے ڈرامے کا سراغ ملتا ہے۔ راجا بکر ماجیت کے عہد میں لکھا ہوا ڈراما شکنتلا " دنیا بھر میں بڑی شہرت کا حامل ہے۔ قدیم زمانے میں لوگ اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے ڈراما کھیلا کرتے تھے مگر بعد میں ترقی کرتے کرتے یہ فن کی منزل تک پہنچ گیا۔ ڈرامے کی دو مشہور بنیادی اقسام بتائی جاتی ہیں : طربیہ ڈراما۔ ایسا ڈراما جس میں ہنسی مذاق کے ذریعے سماج کی کمزوریوں کی نشان دہی کی گئی ہو اور جس کا اختتام خوشی و مسرت کی کیفیت پہ ہو۔ دوسرا المیہ یا حزنیہ ڈراما؛ ایسا ڈراما جس میں پیش آنے والے واقعات غم ناک ہوں اور اس کا اختتام خوشی و مسرت کی کیفیت پہ نہ ہو۔ پلاٹ، کردار نگاری ارتقائی عمل، کش مکش، مکالمے، اسٹیج، کرداروں کی حرکات و سکنات، اختتامی عمل کو ڈرامے کے اجزائے ترکیبی میں شمار کیا جاتا ہے۔

۸۔ ڈراما " دستک" پڑھ کر اس کے اجزائے ترکیبی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے طرزِ تحریر پر تبصرہ کریں۔

اصطلاحی، مجازی، کنایاتی معانی:

لغوی معانی کے علاوہ کئی لفظوں کے مجازی معانی بھی ملتے ہیں اور انھیں لغوی معنوں کے بعد درج کیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر مجازی سے مراد کوئی بھی ایسی شے ہوتی ہے جو اپنی ماہیت اور روح میں تو اصل یا حقیقی جیسی ہو یا اُس سے قریب ہو مگر حقیقی نہ ہو۔ جیسے یک انسان کے سائے کو ایک انسان کی ساخت سے تشبیہ دے دی جائے۔ تو یہ سایا انسان کے لیے مجازی تصور ہوگا۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ اس کے سر سے والد کا سایا اٹھ گیا۔ یہاں لفظ "سایا" اپنے مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

کچھ الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن کے لغوی اور مجازی معنوں کے ساتھ ساتھ دیگر مفاہیم میں اصطلاحی معانی بھی آتے ہیں۔ مثلاً: مطلع کے لغوی معانی ہیں ، طلوع ہونے یا نکلنے کی کیفیت یا موسم کی کیفیت ۔ لیکن اصطلاح میں غزل یا قصیدے کا پہلا شعر؛ جس کے دونوں مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہم ردیف ہوں۔

کنایہ کے لغوی معانی پوشیدہ یا چھپی ہوئی بات کرنا، کے ہیں۔ الفاظ کو حقیقی کی بہ جائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال کرنا کہ اس سے حقیقی معانی بھی مراد لیے جائیں، اِس بیان کو کنایاتی بیان یا معانی کہا جائے گا۔ مثلاً: وہ بڑا تنگ دل ہے۔ یا وہ کھلے دل کا مالک ہے۔ ان جملوں میں تنگ دل اور کھلا دل سے مراد کنجوس اور دریا دل کے معانی ہیں جو کہ کنایاتی معانی کہلائیں گے۔

۹۔ اصطلاحی، مجازی اور کنایاتی معانی کی حامل دو دو مثالیں تحریر کریں۔

سرگرمی

سکول کی لائبریری سے میرزا ادیب کے ڈراموں کا کوئی ایک مجموعہ جاری کرائیں۔ مجموعے میں شامل ڈراموں کا مطالعہ کریں اور درج ذیل تفصیل کے مطابق ایک فہرست ترتیب دیں:

اخلاقی موضوعات کے ڈرامے:

معاشی موضوعات کے ڈرامے:

سماجی موضوعات کے ڈرامے: